مکاتیب

(۱)

مکرمی مولانا زاہد الراشدی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج ڈاک سے غیر متوقع طور پر کئی برسوں کے بعد اچانک ماہنامہ 'الشریعۃ' کا جون کا شمارہ ملا۔ مسرت اور تعجب کے ملے جلے جذبات کے ساتھ اس کی ورق گردانی کی۔ مسرت آپ کی عنایت اور مجلّے کے نئے ''رنگ'' پر اور تعجب اس پر کہ اچانک اس خاکسار کی یاد کس طرح تازہ ہوگئی اور آپ کو میرا نیا پتہ کس طرح معلوم ہوگیا۔ ۹،۱۰ سال قبل آپ کا مجلّہ میرے پاس آتا تھا اور یہ عام دینی مدارس کے مجلّات کی طرح تھا، لیکن اس شمارے سے معلوم ہوا کہ آپ نے نیا فکری منہج اختیار کیا ہے۔ مجلّہ کے مضامین اور خاص طور پر ''طلاق ثلاثہ کا مسئلہ'' اور لوئی ایم صافی کے انگریزی مضمون کا ترجمہ: ''تغیر پذیر ثقافتوں میں خواتین کے سماجی مقام کا مسئلہ'' اس کے گواہ ہیں۔ کاش کہ لفظ مسئلہ کی تکرار دونوں جگہ نہ ہوتی اور مترجم کا نام درج ہوتا۔ امریکہ میں مسلمان خواتین کے حوالے سے اسنا (ISNA) امریکہ کے اس نومسلم بھائی کا تجزیہ بڑا حقیقت مندانہ اور دردمندانہ ہے اور اس میں اپنے وطن کے دینی مدارس کے لیے بھی ایک پیغام ہے کہ عاصمہ جہانگیر جیسی خواتین کے ظہور کا سبب خواتین کی مناسب دینی تعلیم وتربیت میں علما کی تقصیر ہے۔

طلاق ثلاثہ کے مسئلے میں اب غور وفکر کی دعوت سے کام نہیں چلے گا، بلکہ اس کو باطل قرار دے کر قرآنی اور مسنون طلاق پر عمل ضروری ہے اور ہمارے شریعت کورٹ کو اس بارے میں دوٹوک فیصلہ کر دینا چاہیے۔ مولوی سلمان الحسینی صاحب اور مرحوم مولانا پیر کرم علی شاہ الازہری دونوں نے طلاق ثلاثہ بیک مجلس کے خلاف آواز اس لیے اٹھائی کہ ان دونوں صاحبان نے عرب ممالک میں پڑھا ہے۔ جس زمانے میں، میں جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ کے کلیۃ العلوم الاجتماعیۃ میں فل پروفیسر تھا، اس وقت (انیسویں صدی کے آٹھویں عشرے میں) سلمان صاحب جامعہ کے کلیۃ الدعوۃ میں ماجستیر (M.A) کے طالب علم تھے جہاں بیشتر مصری اساتذہ پڑھاتے تھے۔ اور مرحوم پیر کرم شاہ تو الازہر ہی کے فاضل تھے۔ بریلوی مکتب فکر کے ان مرحوم عالم کی (جن سے صرف ایک بار اسلام آباد میں ۱۹۸۸ میں میری ملاقات ہوئی تھی) طلاق ثلاثہ کے خلاف مدلل رائے پڑھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اب تو عرب ممالک سے میرا رشتہ منقطع ہے، لیکن یاد پڑتا ہے کہ مصر وشام میں عرصہ ہوا کہ ایک مجلس میں طلاق ثلاثہ کو غیر نافذ قرار دیا جا چکا ہے۔ میرے اساتذہ بھی کلیۃ الشریعۃ، جامعہ دمشق میں شامی ومصری تھے تو

یہی یاد پڑتا ہے کہ وہاں اب یہ مسئلہ باقی نہیں رہ گیا ہے۔

ہمارے یہاں کے علماء نے تو حالات سے آنکھیں بند کر لینے اور تحجر کی قسم کھا رکھی ہے۔ پیر کرم شاہ صاحب مرحوم نے طلاق ثلاثہ کے سبب قادیانی اور عیسائی بن جانے کے جن واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے، ان میں سب علمائے دین کے لیے بڑا سامان عبرت ہے۔ یہ علما قرآن وحدیث کی باتیں تو بہت کرتے ہیں، ان کی دہائی بھی دیتے ہیں، لیکن اس مسئلے میں وہ قرآن وحدیث کو بھول جاتے ہیں۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ حضرت عمرؓ نے طلاق ثلاثہ کو بطور تعزیر نافذ کر دیا تھا۔ اب کون سی چیز ہے جو ہم کو 'الطلاق مرتان' کے قرآنی حکم سے روک رہی ہے؟

جعلی قرآن ''الفرقان الحق'' پر بھی آپ کے مجلّہ میں ناقدانہ مضمون بہت چشم کشا ہے۔ مضمون نگار صاحبان نے اچھا کیا کہ مختلف ویب سائٹس کے پتے دے دیے۔

کاش کہ آپ مولانا عتیق الرحمٰن صاحب سنبھلی کا مضمون علامہ اقبالؒ کے خلاف شایع نہ کرتے۔ مرحوم نے جو تنقید مولانا حسین مدنیؒ کی وطنی قومیت (کانگریس سے اتحاد) پر کی تھی، وہ اب پرانی بات ہوگئی۔ اس کو اچھالنے سے اب کیا فائدہ؟ ویسے میں عتیق الرحمٰن صاحب سنبھلی کو اس وقت سے جانتا ہوں جب یہ لکھنو میں صرف مولوی عتیق الرحمن کہلاتے تھے۔ آپ کی شاید ان سے ملاقات لندن میں ہوئی، جو موصوف کو اتنا پسند آیا کہ اسی کے ہو کر رہ گئے۔ اور علامہ اقبال کی زندگی پر انھوں نے وہ طنز کیے ہیں جو تکلیف دہ ہیں۔ کسی بھی برصغیر کے عالم نے انگریزی تہذیب پر وہ بھرپور اور گہری تنقید نہیں کی ہے جو علامہ مرحوم نے کی تھی۔ ان کے بیٹے ڈاکٹر جاوید اقبال دوسری دنیا کے انسان ہیں۔ میرا ان کے ساتھ عمان ایک کانفرنس میں ایک ہفتہ کا ساتھ ۱۹۹۲ میں ہوا تھا۔ اس وقت اس کا صحیح اندازہ ہوا۔ انھوں نے تو اپنے والد مرحوم کی درویشانہ سادہ زندگی پر بھی بہت گھٹیا تنقید کی ہے۔ ویسے آپ کو بتاؤں کہ نصف صدی قبل استاذی ومربی مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ نے جو خود اہل اللہ میں سے تھے، ایک دوسرے اہل اللہ مولانا الیاس رحمہ اللہ کا قول اس نظم کے بارے میں مجھے سنایا تھا کہ اقبال کو یہ کہنے کا حق تھا۔

امید ہے کہ آیندہ آپ کا مجلّہ آتا رہے گا۔

والسلام۔ خاکسار

(ڈاکٹر) رضوان علی ندوی
مکان نمبر ۵، پی اسٹریٹ، خیابان سحر
فیز VII، ڈی ایچ اے، کراچی

(۲)

محترم ومکرم جناب مدیر الشریعہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج گرامی بخیریت ہوں گے۔

بلاشک وشبہہ 'الشریعہ' ایک علمی، فکری اور ادبی رسالہ ہے جسے پڑھ کر بہت خوشی ہوتی ہے اور آپ کی وسعت ظرفی بھی